وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضامند ہو جائے گا۔[1] (۲۱)

سُوْرَةُ الضُّحٰى

سورۂ ضحیٰ مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ﴿١﴾

قسم ہے چاشت کے وقت کی۔[2] (۱)

وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾

اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے۔[3] (۲)

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾

نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے۔[4] (۳)

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾

یقیناً تیرے لیے انجام آغاز سے بہتر ہو گا۔[5] (۴)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾

تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (و خوش) ہو جائے گا۔[6] (۵)

---

(۱) یا وہ راضی ہو جائے گا، یعنی جو شخص ان صفات کا حامل ہو گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی نعمتیں اور عزت و شرف عطا فرمائے گا، جس سے وہ راضی ہو جائے گا۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے بلکہ بعض نے اجماع تک نقل کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ تاہم معنی و مفہوم کے اعتبار سے یہ عام ہیں، جو بھی ان صفات عالیہ سے متصف ہو گا، وہ بارگاہ الٰہی میں ان کا مصداق قرار پائے گا۔

☆۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے دو تین راتیں آپ نے قیام نہیں فرمایا، ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے، دو تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ تیرے قریب نہیں آیا۔ جس پر اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الضحیٰ) یہ عورت ابو لہب کی بیوی ام جمیل تھی۔ (فتح الباری)

(۲) چاشت (ضُحٰی) اس وقت کو کہتے ہیں، جب سورج بلند ہوتا ہے۔ یہاں مراد پورا دن ہے۔

(۳) سَجٰی کے معنی ہیں سَکَنَ، جب ساکن ہو جائے، یعنی جب اندھیرا مکمل چھا جائے، کیونکہ اس وقت ہر چیز ساکن ہو جاتی ہے۔

(۴) جیسا کہ کافر سمجھ رہے ہیں۔

(۵) یا آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ دونوں مفہوم معانی کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

(۶) اس سے دنیا کی فتوحات اور آخرت کا اجر و ثواب مراد ہے۔ اس میں وہ حق شفاعت بھی داخل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝۶

کیا اس نے تجھے یتیم پاکر جگہ نہیں دی؟ [1] (۶)

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷

اور تجھے راہ بھولا پاکر ہدایت نہیں [2] دی۔ (۷)

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸

اور تجھے نادار پاکر تونگر نہیں بنا دیا؟ [3] (۸)

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹

پس یتیم پر تو بھی سختی نہ کیا کر۔ [4] (۹)

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰

اور نہ سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ۔ [5] (۱۰)

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ۔ [6] (۱۱)

سُوْرَةُ الشَّرْح

سورۂ الم نشرح مکی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ [7] (۱)

اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے ملے گا۔

(۱) یعنی باپ کے سہارے سے بھی تو محروم تھا' ہم نے تیری دست گیری اور چارہ سازی کی۔

(۲) یعنی تجھے دین شریعت اور ایمان کا پتہ نہیں تھا' ہم نے تجھے راہ یاب کیا' نبوت سے نوازا اور کتاب نازل کی' ورنہ اس سے قبل تو ہدایت کے لیے سرگرداں تھا۔

(۳) تونگر کا مطلب ہے' اپنے سوا تجھ کو ہر ایک سے بے نیاز کر دیا' پس تو فقر میں صابر اور غنا میں شاکر رہا۔ جیسے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ "تونگری' سازوسامان کی کثرت کا نام نہیں ہے' اصل تونگری دل کی تونگری ہے۔ (صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ' باب لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض)

(۴) بلکہ اس کے ساتھ نرمی و احسان کا معاملہ کر۔

(۵) یعنی اس سے سختی اور تکبر نہ کر' نہ درشت اور تلخ لہجہ اختیار کر۔ بلکہ جواب بھی دینا ہو تو پیار اور محبت سے دو۔

(۶) یعنی اللہ نے تجھ پر جو احسانات کیے ہیں' مثلاً ہدایت اور رسالت و نبوت سے نوازا' یتیمی کے باوجود تیری کفالت و سرپرستی کا انتظام کیا' تجھے قناعت و تونگری عطا کی وغیرہ۔ انہیں جذبات تشکر و ممنونیت کے ساتھ بیان کرتا رہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے انعامات کا تذکرہ اور ان کا اظہار اللہ کو پسند ہے لیکن تکبر اور فخر کے طور پر نہیں بلکہ اللہ کے فضل و کرم اور اس کے احسان سے زیربار ہوتے ہوئے اور اس کی قدرت و طاقت سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ ہمیں ان نعمتوں سے محروم نہ کر دے۔

(۷) گزشتہ سورت میں تین انعامات کا ذکر تھا' اس سورت میں مزید تین احسانات جتلائے جا رہے ہیں۔ سینہ کھول دینا'